واقعہ حرّہ، تاریخ کا ایک سیاہ ورق

ساجد علی گوندل*
sajidaligondal11@gmail.com

نظر ثانی: ڈاکٹر کرم حسین ودھو*

کلیدی کلمات: حرہ، حرہ واقم ،مدینہ، سیاسی حالات، امام سجادؑ، مسلم بن عقبہ ،یزید بن معاویہ، عبداللہ بن حنظلہ۔

خلاصہ

تاریخ نے جس واقعہ کو ن "حرہ واقم" کے نام سے یاد کیا ہے ،انسانی تاریخ کا دردناک ترین واقعہ ہے۔ 63ہجری یزید کے دور حکومت میں اہل مدینہ نے جب یزید کے فسق و فجور کو دیکھا تو پورے حجاز اور بالخصوص مدینے میں لوگوں نے اس کے خلاف آواز بلند کی۔ جب یہ خبر یزید کو ملی تو اس نے پہلے چند اپنے خاص افراد کے ذریعے اس آواز کو دبانے کی کوشش کی مگر ناکام رہا۔ جب یزید نے کہ دیکھا کہ لوگ اسے خلیفہ ماننے کو تیار نہیں ہیں تو تلوار کے زور پر اپنی خلافت منوانے کے لیے مسلم بن عقبہ کی قیادت میں ایک لشکر مدینے کی طرف روانہ کیا۔ شامی لشکر جب مدینے پہنچا تو بنی حارثہ کے ذریعے ، شہر کے گرد کھودی گی حفاظتی خندق کو عبور کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ شہر میں داخل ہوتے ہی توان کی تلواروں کے رنگ اہل مدینہ کے خوں سے سرخ ہو گئے۔ انہوں نے کسی پر رحم نہ کیا، اصحاب رسول {ص} کو قتل کیا، لوگوں کی ناموس پر دست درازی کی ، تاریخ نے نقل کیا ہے کہ اس واقع میں مدینے کی ایک ہزار کنواری لڑکی حاملہ ہوئی۔

تین دن تک مدینے میں ظلم کے سیاہ بادل چھائے رہے۔ اور پھر اس سب کے بعد جو لوگ زندہ بچے ، زبردستی ان کے گلے میں یزید کی غلامی کا طوق ڈال دیا گیا۔

* فاضل علوم اسلامیہ، مدرسہ امام خمینیؒ، قم

[†] ۔ایسوسی ایٹ پروفیسر، ڈائریکٹر، ریجنل ڈائریکٹوریٹ آف کالجز (لاڑکانہ)

مقدمہ

لفظ انسان مادہِ اُنس سے ماخوذ ہے۔ اسی طرح انسانیت یعنی وہ احساس کہ جو دوریوں کو ختم کرکے افراد کو قریب لاتا ہے۔ جہاں نفرت اور ظلم و تاریکی جیسے مفاہیم کی کوئی گنجائش نہیں۔ پس انسان یعنی محبت کی فراوانی، ثریا کی بلندی، علم کا مرکز، جہالت کی ضد، اقدار کی دنیا، تہذیب کا گہوارہ، اپنوں کا خوبصورت احساس، خُلق میں احمد ﷺ شجاعت میں حیدرؑ، سخاوت میں حاتم اور سخن میں حافظ و سعدی و اقبال۔ پس اگر یہ انسان ہے تو پھر یہ ظلمت و تاریکی، یہ جبر و استبداد، یہ درندگی، یہ خون خرابہ، یہ نفرتیں، یہ گلوں کا کٹنا، بنت حوا کی سسکیاں، جہالت کے اندھیرے اور یہ ذلت کی پستیاں، یہ سب کیا ہے؟

اگر انسان اپنی خلقت سے سازگار فطری اصولوں کا دامن نہ چھوڑے، اور صراط مستقیم پر گامزن رہے تو یقیناً انسان الفت و محبت کی ایک ایسی روحانی دنیا ہے کہ جس پر ملائکہ نازاں ہیں۔ مگر تاریخ انسانیت میں جیسے ہی انسان نے فطری راستوں کو پشت دکھائی تو قدم بہ قدم ظلمت کی اندھیری وادیوں میں دھنستا چلا گیا۔ اور بالآخر اس مقام پر پہنچا کہ جہاں اگر اسے درندہ بھی کہا جائے تو یہ دراصل صفت درندگی کی توہین ہوگی۔ تاریخ کے دامن میں ایسے بہت سارے واقعات ہیں کہ جن سے خود انسانیت شرمندہ ہے۔ اور واقعہ حرہ اس کا ایک منہ بولتا ثبوت ہے۔ تاریخ میں اس طرح کے واقعات کا ظہور جہاں انسانیت کے لیے باعث ننگ و عار ہے وہیں اگر ان جیسے واقعات کا صحیح معنوں میں، مختلف زاویوں سے جائزہ لیا جائے تو انسان پر اس کی زندگی کے بہت سارے مبہم و پنہان پہلو واضح ہوتے ہیں۔ لہٰذا محققین واہل نظر کو چاہیے کہ کم از کم تاریخ اسلام میں رونما ہونے والے ایسے انسان سوز واقعات کی اس انداز سے تحقیق کریں کہ جس سے ان کے مبہم و تاریک پہلو کھل کر سامنے آجائیں۔ کیونکہ تاریک نویسی میں حکمرانوں کا تسلط اور پھر تاریخی واقعات میں راویوں کا تضاد اس کے اصلی چہرے کو مسخ کرنے کے لیے کافی ہے۔

تاریخ اسلام میں باقی واقعات کی مانند واقع حرہ بھی ان واقعات و حوادث میں سے ہے کہ جس کے متعلق انسانی ذہن میں بہت سارے سوالات جنم لیتے ہیں۔ جیسا کہ اس قیام میں مدینے کے لوگوں کا حقیقی مقصد و محرک کیا تھا؟ ان کی سوچ کیا تھی؟ ان کے سیاسی رہنما و سربراہ کون تھے؟ اس واقعے کے اصلی علل و اسباب کیا تھے؟ اس قیام کا قیام حسینیؑ سے کیا ربط تھا؟ اور پھر امام سجادؑ کا اس قیام سے کیا تعلق تھا؟

حرہ کا معنی

کالے رنگ کے سخت پتھروں والی زمین کو حرہ کہتے ہیں (i)۔ کیونکہ مدینے کے اطراف میں بہت سارے ایسے پتھریلے حصے ہیں کہ جن میں سے ہر ایک کو اس پر رہنے والے قبیلے کے نام سے منسوب کیا جاتا (ii)۔ کہا جاتا ہے کہ واقم عمالیق قبیلے میں سے کسی شخص کا نام یا مدینے کے قلعوں میں سے کسی قلعے کا نام تھا (iii)۔ کیونکہ یہ قیام مدینے سے مشرقی جانب حرہ واقم یا حرہ زھرہ نامی جگہ سے شروع ہوا، لہٰذا تاریخ میں اسے واقع حرہ کے نام سے شہرت ملی (iv)۔ اگر اسے حِرہ زیر کے ساتھ پڑھا جائے تو عطش و پیاس کے معنی میں ہے۔

واقعہ حرہ کا آغاز:

اکثر تاریخی منابع میں واقعہ حرہ کے آغاز کو 63 ہجری 27 یا 28 ذی الحجہ لکھا گیا ہے (v)۔ لہٰذا جنہوں نے اس واقع کو 62 ہجری میں ذکر کیا ہے انہوں نے تاریخی اشتباہ کیا ہے (vi)۔ اس حادثے کی دو تاریخیں ذکر کی گئی ہیں:

1. یہ واقعہ 63 ہجری 27 ذی الحجہ کو پیش آیا۔ (vii)

2. یہ واقعہ 63 ہجری 28 ذی الحجہ کو پیش آیا ۔(viii)

جغرافیا:

حرہ کا مقام مدینے کے مشرقی جانب واقع ہے ۔ یاقوت حموی نے البلدان میں اسے یوں نقل کیا ہے "حرة واقم احدی احرتی المدينة ، وهی الشرقية، سميت برجل من العماليق ، اسمه واقم "(ix) یعنی : "حرہ واقم مدینے کے مشرقی جانب واقع ایک مقام کا نام ہے۔ اور اس کا یہ نام عمالیق قبیلے میں سے " واقم " نامی شخص کی نسبت سے ہے۔"

جب مسلم بن عقبہ اپنے شامی لشکر کے ساتھ مدینے پہنچا تو اس نے اپنے لشکریوں کو حکم دیا کہ پڑاو ایسی جگہ اور اس انداز سے ڈالا جائے کہ جب سورج طلوع کرے تو ان کی پشت کی جانب سے بلند ہو، تاکہ مقابلے کے وقت سورج کی کرنیں اہل مدینہ کو بالکل سامنے سے پڑیں ۔ پس اس لحاظ سے حرہ واقم ان کے لیے ایک مناسب جگہ تھی ۔ بلاذری نے اس مطلب کو یوں نقل کیا ہے: ولما اقبل مسلم بن عقبة من الشام ، فقال انزلونی منزلا اذا حاربت القوم استدبرتنی الشمس واستقبلتهم ، فنزل بحرة واقم ، شرق المدينة (x)۔

مدینہ واہل مدینہ کی فضیلت

اس شہر کی عظمت و فضیلت سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا۔ طول تاریخ اسلام میں یہ شہر بہت اہمیت کا حامل رہا ہے۔ اس کی فضیلت میں بہت ساری روایات نقل ہوئی ہیں۔ اور صرف یہ ہی نہیں بلکہ اہل مدینہ کے بارے میں بھی تاریخ نے بہت کچھ ذکر کیا ہے۔ نمونے کے طور پر یہاں مندرجہ ذیل چند روایات کو ذکر کیا گیا ہے۔عن حسان بن مهران قال ۔۔۔۔۔عن امير المومنين ع ، مكة حرم الله و المدينة حرم رسول الله و الكوفة حرمی ، لايريدها جبار بحادثة الا قصمه الله(xi)۔

یعنی: "حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ: مکہ حرم خدا ہے اور مدینہ، حرم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جبکہ کوفہ میرا حرم ہے۔ ہر وہ شخص کہ جو ان شہروں کی نسبت ظلم و ستم کا ارادہ کرے تو خداوند متعال اسے نیست و نابود کر دے گا۔"

اسی طرح ایک اور روایت میں یوں نقل ہوا ہے۔

عن جميل بن درّاج، قال: سمعت اباعبدالله يقول : قال رسول الله[ص]: من احدث بالمدينة حدثاً او آوی محدثا فعليه لعنة الله، قلتُ: وماالحدث؟ قال: القتل (xii)۔

یعنی: "رسول خدا[صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم] نے فرمایا: اللہ کی لعنت ہو اس شخص پر کہ جو مدینے میں ناشائشتہ کام انجام دے، اور اس پر بھی کہ جو اس شخص کو یہاں پناہ دے۔ راوی کہتا ہے میں نے سوال کیا، یا رسول اللہ [صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم] ناشائشتہ کام سے آپ کی کیا مراد ہے؟ تو آپ [صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم] نے فرمایا: قتل و غارت۔" اسی طرح اہل مدینہ کے بارے میں کچھ یوں نقل ہوا ہے:من اخاف اهل المدينة ظالما ، لهم اخافه الله و كانت عليه لعنةالله(xiii)۔

اس طرح کی اور بھی بہت ساری روایات ہیں کہ جن میں مدینے کی فضیلت کا ذکر ہوا ہے اور اہل مدینہ پر ظلم و ستم روا رکھنے والوں سے برائت کا اظہار کیا گیا ہے۔ ان جیسی روایات کے مد نظر یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ جو شخص بھی اہل مدینہ پر ظلم و ستم کرے اس پر اللہ کی لعنت برستی ہے۔

واقعہ حرہ سے پہلے مدینے کے سیاسی حالات

جیسا کہ تاریخی منابع سے یہ بات ثابت ہے کہ حجاز کے لوگ خلیفہ اول و دوم کے کردار و گفتار کو پسند کرتے جبکہ اس کے برعکس شامیوں کا امویوں کی طرف رجحان تھا۔اسی وجہ سے حجازیوں کو "بو بکری و عمری" بھی کہا جاتا۔ اگر شہر مدینہ کی بات کی جائے تو اس میں مہاجر و انصار ہر دو طرح کے افراد موجود تھے۔ اور خلیفہ دوم نے اپنے زمانے میں اہل مدینہ کے ساتھ حسن سلوک سے کام لیا اور اہل مدینہ پر اپنے جود و بخشش کی برسات کی۔ مگر خلیفہ سوم کے قتل کے بعد حالات یکسر ہی تبدیل ہوگئے۔ جیسے ہی حکومت کی باگ دوڑ بنوامیہ کے پاس آئی تو اہل مدینہ پر سخت حالات نے گھیرا ڈال لیا۔ معاویہ ویزید نے جو سخت رویہ اہل مدینہ کے ساتھ اختیار کیا وہ مدینے کے لوگوں کے لیے ناقابل برداشت تھا۔ اور دوسری جانب قیام حسینی کے بعد لوگوں نے یزید کا اصلی چہرہ محسوس لیا تھا۔ اور اس کے علاوہ امویوں کی طرف سے مدینے میں مقرر کئے گئے بدعنوان حکمران سبب بنے کہ مدینے کے لوگوں نے اپنے حقوق کے لیے آواز اٹھانا شروع کردی۔ اور پھر سرزمین حجاز میں ابن زبیر کا امویوں کے خلاف آواز بلند کرنا، مدینے کے لوگوں کے لیے حوصلہ افزا امر تھا۔ اور پھر جیسے ہی مدینے کی چند نمایاں شخصیات نے اموی حاکم یزید کے اعمال کو قریب سے دیکھا تو عملی طور پر یزید کی حکومت کے خلاف صف آرائی شروع کردی (xiv)۔

علل واسباب اور انداز فکر

اگر واقعہ حرہ کے اسباب کے بارے بات کی جائے تو اس سلسلے میں ہمیں تین انداز فکر یا زاویۂ نگاہ نظر آتے ہیں۔ اس بارے میں ہمارے پاس تاریخی روایات موجود ہیں کہ جن میں سے ہر روایت ایک خاص زاویے کو بیان کرتی ہے۔ یہاں ضروری ہے کہ ان تینوں کا ذکر کیا جائے۔

بلاذری روایت کرتا ہے کہ "جب عبداللہ بن مطیع نے اپنے بھائی عمرو کو قتل کیا اور لوگوں کو یزید کے خلاف جہاد کی دعوت دی تو اس پر لوگوں نے اس کی آواز پر لبیک کہا۔ پس یہ مدینے کے لوگوں سے ابن زبیر کے لیے بیعت لینے لگا۔ جب یزید کو اس واقع کی خبر ملی تو اس نے اپنے مقرر کردہ والی عثمان بن محمد بن ابو سفیان کو پیغام بھیجا کہ وہ اہل مدینہ میں سے چند برجستہ شخصیات کو لے کر شام کا رخ کرے (xv)۔

جبکہ یعقوبی کی روایت کے مطابق: "عثمان بن محمد جب والی مدینہ بنا تو ابن مینا نامی شخص جب اموال "صوافی" (xvi) کو مدینہ سے شام کی طرف خلیفے کے لیے لے جانے لگے تو ایک گروہ نے اس کی شدید مخالفت کی، اور کہا کہ یہ مال ہمارا ہے۔ پس اس قضیے پر والی مدینہ اور لوگوں کے درمیان نزع اس قدر بڑھا کہ لوگوں نے اس قدر شورش بلند کی کہ امویوں کو شہر سے نکال دیا۔" (xvii)

اور طبری نے کچھ یوں روایت نقل کی ہے: "عثمان بن محمد نے مدینے کی ولایت سنبھالتے ہی یزید کی فرمائش پر وہاں سے بزرگان کے ایک گروہ کو شام کی طرف بھیجا تاکہ وہ قریب سے یزید کی سخاوت و بخشش کو دیکھیں۔ یہ گروہ تو گیا مگر واپسی پر بجائے اس کے یہ مدینے کے لوگوں کے سامنے یزید کی تعریف کرتے، انہوں نے یزید کی برائیوں کو بیان کرنا شروع کر دیا۔ اور کہا "لیس له دین ، یشرب الخمر ، یعزب بالطناطیر و یضرب عنده القیان و یلعب بالکلاب" یعنی: ہم ایسے شخص کے پاس سے آئے ہیں کہ جس کا کوئی دین نہیں، جو شراب پیتا ہے۔ لہو و لعب کی محفلوں اور موسیقی کا عادی ہے اور کتوں سے کھیلتا ہے۔ لہٰذا ہم ایسے شخص کی اطاعت کو قبول نہیں کرتے اور اسے خلیفہ نہیں مانتے۔" (xviii)

ان روایات کو نظر میں رکھتے ہوئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس واقع میں تقریباً ان ذکر شدہ تمام اسباب کا عمل دخل ہے۔ اگرچہ اس قیام میں مدینے کے لوگوں نے قیامِ کربلا سے اثر لیا، مگر یہ بھی نہیں کہا جاسکتا ہے کہ اس قیام کی فکری و سیاسی ماہیت قیامِ کربلا سے مربوط ہے۔ بلکہ اس قیام کا اصلی محرک اہل مدینہ کا

یزید جیسے فاسق و فاجر شخص کے کارناموں کو قریب سے دیکھنا، اور ساتھ ساتھ حجاز و مدینے میں زبیریوں کا نفوذ تھا۔ جیسا کہ ابن قتیبہ اور دینوری نے اس قیام کو قیامِ ابن زبیر سے مربوط کیا ہے (xix)۔

اسی طرح مسعودی نے بھی یہی کہا ہے کہ مدینے سے امویوں کا اخراج عبداللہ بن زبیر کی ایماء پر کیا گیا، یعنی اہل مدینہ کے قیام کو ابن زبیر سے مربوط قرار دیا ہے (xx)۔ اور پھر اعثم کوفی نے بھی اس بات کو اسی طرح ہی نقل کیا ہے کہ ابن زبیر نے عبداللہ بن حنظلہ کو والی مدینہ منتخب کیا (xxi)۔

پس اس طرح کی روایات سے باآسانی یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اگرچہ اس قیام نے ابتدائی طور پر قیام حسینیؑ سے جوش وجذبہ حاصل کیا ہے۔ اور اہل مدینہ نے اپنے واپنے اہل خانہ کے حقوق کی حفاظت اور یزید کی عیاریوں کے خلاف آواز بلند کی، مگر تدریجاً اور نہایتاً اس میں زبیری فکر نے نفوذ کیا۔ مدینہ کیونکہ جغرافیائی اعتبار سے دمشق ومکہ کے درمیان واقع ہے اور دونوں کے لیے معاشی وسیاسی لحاظ سے بہت اہمیت کا حامل ہے۔ لہٰذا زبیریوں نے اپنے سیاسی اہداف کے حصول کے لیے اس تحریک کو اپنی جانب موڑ لیا۔

واقعہ حرہ

جیسے ہی مدینے میں ہونے والی شورش کی خبر یزید تک پہنچی تو اس نے عبداللہ بن جعفر وبشیر بن نعمان کہ جو انصار میں سے امویوں کا حامی تھا، کے ذریعے لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے اور کنٹرول کرنے کی کافی کوشش کی مگر لوگوں نے ان کی ایک نہ سنی (xxii)۔ مدینے کے لوگوں نے عبداللہ بن حنظلہ کی سربراہی میں عثمان بن محمد [والی مدینہ] کو عہدے سے ہٹا دیا اور عبداللہ بن حنظلہ کی بیعت کرلی۔ ابن اعثم کوفی کے مطابق عبداللہ بن حنظلہ ابن زبیر کی طرف سے والی مدینہ مقرر ہوا (xxiii)۔ اور لوگوں نے مروان کے گھر موجود امویوں کا محاصرہ کرلیا جو کہ تقریباً 1000 افراد تھے (xxiv)۔ جیسے ہی ان حالات کی خبر یزید تک پہنچی تو اس نے مسلم بن عقبہ کی سربراہی میں ایک لشکر مدینے کی طرف روانہ کیا۔ اور شام کے لوگوں سے کہا کہ جو بھی مسلم کے لشکر میں شامل ہوگا، اسے 100 دینار اضافی دیئے جائیں گے (xxv)۔ یہ سنتے ہی بہت سارے شامی اس لشکر میں شامل ہوگے۔ مسلم بن عقبہ کی سربراہی میں جو لشکر مدینے کی طرف آیا اس کی تعداد 5000 سے 27000 تک لکھی گی ہے (xxvi)۔

ادھر مدینے کے لوگوں نے امویوں کو اس شرط و عہد پر شہر سے باہر جانے کی اجازت دی کہ ان میں سے کوئی بھی نہ تو شامی لشکر میں شامل ہوگا، اور نہ ہی کوئی ان کے سامنے مدینے کی کوئی خبر فاش کرے گا (xxvii)۔ اسی دوران مجموعی طور پر مکہ ومدینے سے نکالے جانے والے افراد کی تعداد کو 4000 تک شمار کیا گیا ہے (xxviii)۔ جب مسلم کی سربراہی میں لشکر نے مدینے کی طرف حرکت کی تو یزید نے مسلم کو حکم دیا کہ: ادع القوم ثلاثاً فان رجعوا الی الطاعة فاقبل منهم و كف عنهم و الا فاستعن بالله و قاتلهم ، و اذا ظهرت عليهم فابح المدينه ثلاثاً ثم اكفف عن الناس یعنی: "جاؤ اور اہل مدینہ کو تین دن کی مہلت دو تاکہ وہ میری اطاعت میں آجائیں پس اگر وہ اطاعت کرلیں تو ان سے صرف نظر کرو۔ اور اگر وہ ایسا نہ کریں تو ان سے جنگ کرو اور ان کا خون بہاؤ۔ اور جب ان پر غلبہ پالو تو تین دن تک مدینے کو اپنے لشکریوں پر حلال قرار دو۔" (xxix)

پس جیسے ہی اہل مدینہ کو اس لشکر کی خبر ملی تو انہوں نے اپنے دفاع کے لیے شہر کے اطراف میں ایک خندق کھودی تاکہ دشمن اسے پار کرکے شہر کی حدود میں داخل نہ ہوسکے۔ شامی لشکر جب مدینے پہنچا تو انہوں نے حرہ واقم نامی جگہ پر پڑاو ڈالہ۔ اور یہاں ہی عبدالملک بن مروان ان کے ساتھ شامل ہوگیا۔ اس نے اپنے کیے ہوئے عہد کا کچھ بھی پاس نہ رکھتے ہوئے، مسلم کے ساتھ مل کر شہر پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا۔ مروان نے قبیلہ بنی حارثہ کے چند افراد کو مال وزر کا لالچ دے کر، ان کی مدد سے شامی فوج کو مدنیے کے اندر داخل کردیا (xxx)۔

جیسے ہی شامی فوج مدینے میں داخل ہوئی تو اس نے قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا۔ ہر طرف خون ہی خون تھا مدینے میں موجود کوئی مرد و عورت ، بچہ ، بوڑھا و جوان ایسا نہ تھا کہ جو ان کے ظلم و ستم کا شکار نہ ہوا ہو۔ تاریخی منابع میں اس حادثے میں قتل ہونے والوں کی تعداد کو 10700 سے 11700 تک لکھا گیا ہے (xxxi)۔ راوی نقل کرتا ہے: قتل من اصحاب النبی (ص) ثمانون رجلاً و من قریش و الانصار سبع مئة. ومن سائر الناس من االموالی و العرب و التابعین عشرة آلاف یعنی : "اس واقعے میں قتل ہونے والوں میں 80 افراد اصحاب رسول {ص} میں سے ، 700 مہاجرین و انصار میں سے جبکہ باقی موالی و تابعین میں سے 10000 افراد قتل ہوئے۔" (xxxii) اس بارے میں مسعودی یوں رقم دراز ہیں :قتل من آل ابی طالب اثنان و من بنی ھاشم ثلاثلة و بضع و تسعون رجلاً ، من سائر قریش و مثلھم من الانصار و اربعة آلاف من سائر الناس و دون من لم یعرف. یعنی :
"اس حادثے میں خاندان ابو طالب میں سے دو افراد اور بنی ہاشم و قریش میں سے تقریباً نوے سے زیادہ افراد جبکہ ان کے علاوہ باقی چودہ ہزار لوگوں کو قتل کیا گیا۔" (xxxiii)

اسی طرح ایک اور جگہ تاریخ نے اس مطلب کو یوں نقل کیا ہے : قتل یوم الحرة سبعمائة من حملة القرآن و کان فیھم ثلاثة من اصحاب النبی {ص} یعنی : "واقع حرہ میں قتل ہونے والے افراد میں سے 700 افراد حافظان قرآن تھے کہ جن میں سے تین صحابی رسول تھے۔" (xxxiv)

المختصر شامی فوج نے مدینے میں اخلاقی اقدار کو خوب پامال کیا۔اور انسانیت سے گرے ہوئے ہر اس کام کو انجام دیا کہ جس سے روح انسانیت کانپ اٹھے۔اور ظلم کی وہ داستان رقم کی کہ جسے پڑھ کر دل دہل جائیں۔

نقل ہوا ہے کہ اسی دوران ایک شامی ، ابن ابی کبشہ انصاری کے گھر داخل ہوا۔ ابن ابی کبشہ کی زوجہ نے اسی وقت بچے کو جنم دیا تھا۔ شامی نے گھر میں داخل ہوتے ہی اس خاتون سے سوال کیا کہ ، کیا گھر میں کوئی ایسی چیز ہے کہ جسے میں لوٹ کر لے جاوں ؟ اس خاتون نے کہا کہ اللہ کی قسم یہاں کوئی ایسی چیز نہیں ہے۔ پس اس شامی نے غصے کی حالت میں اس نو مولود کو اٹھایا اور دیوار پر اس طرح دے مارا کہ اس معصوم بچے کا مغز باہر آگیا۔ کہتے ہیں کہ وہ شامی ابھی گھر سے باہر نہیں نکلا تھا کہ اس کے چہرے کا بعض حصہ سیاہ ہونے لگا (xxxv)۔

مالک بن انس سے نقل ہوا ہے کہ : وقد اختفی جماعة من سادات منھم جابر بن عبداللہ و خرج ابو سعید الخذری ملجاً الی غار فی جبل یعنی :"اس کے علاوہ بہت سارے افراد ایسے تھے کہ جو اپنی جان بچانے کے لیے مخفی ہو گے۔اور انہوں نے پہاڑوں میں پناہ لی کہ جن میں قابل ذکر نام ، جابر بن عبداللہ انصاری اور ابو سعید خذری ہیں (xxxvi)۔"

خلیفہ بن خیاط نے اپنی کتاب میں ان تمام افراد کے نام ذکر کیے ہیں کہ جو اس ہولناک واقع میں قتل ہوئے (xxxvii)۔ جبکہ واقعہ حرہ نامی کتاب میں صاحبِ کتاب نے ایک فہرست میں مشہور مقتولین کی تعداد اور قبیلے کو ذکر کیا ہے۔

فہرست مندرجہ ذیل ہے۔

مہاجرین {قریش: 145 افراد

قبیلہ اوس: 66 افراد

قبیلہ خزرج: 137 افراد

عدنانی قبائل: 25 افراد

قحطانی قبائل: 22 افراد

ہم پیمانِ قریش: 16 افراد

ہم پیمانِ انصار: 10 افراد

موالی {غلام}: 8 افراد

یہ وہ مشہور افراد ہیں کہ جن کے نام تاریخی منابع میں نقل ہوئے ہیں اگرچہ مجموعی طور پر مقتولین کی تعداد بہت زیادہ ہے (xxxviii)۔

ذہبی اس واقعے کے متعلق یوں لکھتے ہیں کہ "واقعہ حرہ میں اصحاب و تابعین و مہاجرین و انصار کا قتل کیا گیا، مسجد نبوی کی حرمت کو پامال کیا گیا حتیٰ اس میں گھوڑے باندھے گئے اور روضہ رسول {ﷺ} کو آلودہ کیا گیا (xxxix)۔

خواتین کی عصمت دری

جب شامیوں نے اہل مدینہ پر غلبہ پا لیا تو مسلم بن عقبہ نے یزید کے دستور کے مطابق، تین دن تک مدینے کے لوگوں کی جان و مال و ناموس کو اپنے سپاہیوں پر حلال کر دیا۔ اس بات کو ابن کثیر نے یوں بیان کیا ہے: ثم اباح مسلم بن عقبه الذی یقول فیه السلف مسرف بن عقبه ، قبحه الله من شیخ سوء مااجهله المدینة ثلاثة ایام کما امره یزید ۔۔۔ الی الآخر یعنی: "مسلم بن عقبہ {کہ جس نے مدینے میں اس قدر لوگوں کو قتل کیا کہ اسے مسرف کہا جانے لگا} نے یزید کے حکم کے مطابق تین دن تک مدینے کو اپنے سپاہیوں پر حلال قرار دیا (xl)۔"

شامیوں نے تین دن تک اہل مدینہ کی ناموس کو اس قدر پامال کیا کہ جس کے نتیجے میں ایک سال بعد، مدینے میں 1000 ولدالزنا بچوں کی پیدائش ہوئی۔ اس مطلب کو ابن کثیر نے کچھ یوں بیان کیا ہے۔

قال المدائنی من ابی قرة قال: قال هشام بن حسان: ولدت الف امراة من اهل مدینة بعد وقعة الحرة من غیر زوج ۔ یعنی: واقعہ حرہ کے بعد مدینے کی ایک ہزار کنواری لڑکیوں نے بچوں کو جنم دیا (xli)۔

بدر کے مشرکین کا بدلہ

بہت سارے علماء اہل سنت نے اس بات کو نقل کیا ہے کہ واقعہ حرہ میں یزید اور باقی امویوں نے بدر میں مارے جانے والے اپنے مشرک مقتولین کے بدلے کے عنوان سے، بالخصوص انصار کو ایسے قتل کیا، یہاں تک کہ ایک بدری صحابی بھی باقی نہ بچا (xlii)۔

اور اہل مدینہ کے حالات کو سن کر خوشی کی حالت میں یزید کا، مشرک عبداللہ بن زبعری کا شعر پڑھنا، خود اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حرہ میں انصار کا قتل بدری مشرکین کا بدلہ تھا۔ تاریخ میں نقل ہوا ہے کہ جب یزید نے مدینے کے حالات سنے تو مندرجہ ذیل شعر پڑھا۔

لیت اشیاخی ببدر شهدوا　　جزع الخزرج من وقع الاسل

کاش میرے وہ بزرگ کہ جو بدر میں قتل ہوگئے، آج دیکھتے کہ قبیلہ خزرج نے کتنی کاری ضرب کھائی ہے۔

لاهلوا و استهلوا فرحاً　　ولقالوا یایزید لاتشل

یہ سب دیکھ کر وہ خوشی کی حالت میں بلند صدا دیتے اور میرا شکریہ ادا کرتے۔

فجزیناه ببدر مثلاً　　و اقمنا مثل بدر فاعتدل

آج ہم نے ان کو بدر کا صلہ دے دیا ہے۔ اور جو کچھ انہوں نے ہمارے ساتھ کیا تھا، ہم نے انہیں پلٹا دیا ہے۔

لست من خندف ان لم انتقم　　من بنی احمد ماکان فعل (xliii)

اور میں خندف (xliv) کا بیٹا ہی نہیں ہوں کہ اگر بنی احمد {ذریت رسول ﷺ} سے انتقام نہ لوں۔

اہل مدینہ و غلامی کا طوق

پس جب قتل و غارت کا یہ بازار کچھ ٹھنڈا ہوا تو مسلم بن عقبہ نے باقی بچے تمام افراد کو اکٹھا کیا۔ اور ان سے یزید کے لیے اس انداز سے بیعت لی کہ وہ خود بھی اور ان سب کے ماں باپ بھی یزید کے غلام ہیں۔ تاریخ نے اس بات کو یوں نقل کیا ہے: فدخل مسلم بن عقبہ المدینة فدعا الناس للبیعة علی انھم خول لیزید بن معاویة ، ویحکم فی دمائھم و اموالھم و اھلیھم ما شاء

یعنی: "جب مسلم بن عقبہ مدینے میں داخل ہوا تو اس نے لوگوں کو کہا کہ، تم لوگ یزید بن معاویہ کی بیعت اس انداز سے کرو، کہ وہ جب اور جیسے چاہے تمہاری جان، مال و ناموس تصرف میں لائے (xlv)۔"

اور جو اس حکم سے سر پیچی کرتا اس کی گردن اڑا دی جاتی (xlvi)۔ اس بیعت سے صرف دو لوگ خارج تھے۔ امام سجاد { علیہ السلام } اور علی بن عبداللہ (xlvii)۔

امام سجاد { ع } اور واقعہ حرہ

امام زین العابدین علیہ السلام نے اس قیام میں حصہ نہ لیا۔ اور اس قضیے میں بے طرفی اختیار کی۔ کیونکہ امامؑ جانتے تھے کہ اس قیام کی بھاگ دوڑ زبیریوں کے ہاتھ میں ہے۔ لہٰذا امامؑ اس شورش کا حصہ نہ بنے لہٰذا شامی لشکر کو بھی امامؑ سے کوئی سروکار نہ رہا۔ بلکہ اس واقعے میں امام سجادؑ کا گھر امان گاہ کی حیثیت رکھتا تھا۔ کیونکہ اس واقعہ میں ایک طرف امویوں کا فتنہ تھا، کہ جس کے بارے میں حضرت علیؑ نے فرمایا: الاو ان اخوف الفتن عندی بنی امیہ ، فانھا فتنہ عمیاء عظیمة یعنی: آگاہ رہو کہ میری نظر میں سب سے بڑا اور خطرناک ترین فتنہ ، فتنۂ بنو امیہ ہے۔

اور دوسری جانب دوسری جانب زبیریوں کا فکری جال ، لہٰذا امامؑ نے ایسی حالت اس واقعے سے کنارہ کشی اختیار کی۔ اور اس حکمت پر عمل کیا کہ جس میں امام علیؑ نے ارشاد فرمایا کہ: کن فی الفتنة کابن اللبون لاظھر فیرکب ولا ضرع فیحلب یعنی: " فتنوں کے زمانے میں اونٹ کے اس دو سالہ بچے جیسے ہو جاو کہ جس کی پیٹھ اس قابل نہیں ہوتی کہ اس پر سواری کی جا سکے اور نہ ہی اس کے پستان اس قابل ہوتے ہیں کہ ان سے دودھ دویا جا سکے (xlviii)۔

رسول خدا ﷺ کی پیش گوئی

تاریخ میں یہ بات نقل ہوئی ہے کہ ایک دن رسول خدا ﷺ حرہ واقم کے علاقے سے گزر رہے تھے کہ اچانک آپ ﷺ نے پڑھا: انا للہ و انا الیہ راجعون، صحابہ ڈر گئے کہ شاید سفر میں کوئی حادثہ پیش آنے والا ہے۔ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: کہ نہیں ایسی بات نہیں ہے۔ میں نے کلمہ استرجاع اس لیے نہیں پڑھا کہ ابھی کوئی حادثہ پیش آنے والا ہے، بلکہ یہ جس جگہ کو تم دیکھ رہے ہو، عنقریب میری امت کے برجستہ افراد یہاں قتل کیے جائیں گے (xlix)۔

نتیجہ

1۔ قرآن میں "فساد فی الارض" اور ایک انسان کے قتل کو پوری انسانیت کے قتل کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔ لہٰذا نہ فقط انسانوں، بلکہ مسلمانوں اور اصحابِ رسول اور اہلِ مدینہ کا بے دردی سے خون بہانے والا سفاک شخص، دائرہ اسلام و ایمان سے خارج ہو جاتا ہے۔

2۔اللہ تعالیٰ نے ایک مومن کو جان بوجھ کر قتل کرنے کی سزا لعنت کا طوق اور جہنم قرار دی ہے: ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ خَٰلِدًا فِيهَا وَغَضِبَ ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا یعنی: "اور جو بھی کسی مومن کو قصدا قتل کردے گا اس کی جزا جہنم ہے۔ اسی میں ہمیشہ رہنا ہے اور اس پر خدا کا غضب بھی ہے اور خدا لعنت بھی کرتا ہے اور اس نے اس کے لئے عذابِ عظیم بھی مہیا کر رکھا ہے۔" (ا)

*****

حوالہ جات

i۔ خلیل بن احمد، کتاب العین، لفظ حرہ کے ذیل میں

ii۔ دایرہ المعارف الاسلامیہ جلد ۷ ص ۳۶۳

iii۔ حمودی، یاقوت بن عبداللہ، معجم البلدان، ذیل حرہ واقم

iv۔ ایضاً

v۔ دینوری، ابن قتیبہ، عبداللہ بن مسلم، الامامۃ والسیاسۃ، جلد ا، ص ۱۸۵ /
بلاذری، احمد بن یحییٰ، انساب الاشراف جلد ۴ قسم ۲ ص ۴۱

vi۔ یعقوبی، الاحمد بن اسحاق، تاریخ یعقوبی، جلد ۲ ص ۲۵۱

vii۔ علامہ مجلسی، بحار الانوار، جلد ۱۸، ص ۱۲۶

viii۔ الاستیعاب، جلد ۳ ص ۹۵۹

ix۔ حمودی، یاقوت بن عبداللہ، معجم البلدان جلد ۲ ص ۲۴۹

x۔ بلاذری، احمد بن یحییٰ، انساب الاشراف، جلد ۵ ص ۳۳۴

xi۔ کلینی، یعقوب، الکافی، جلد ۴، ص ۵۶۳

xii۔ الکافی، جلد ۴ ص ۵۶۵

xiii۔ ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی، فتح الباری، جلد ۴ ص ۹۴

xiv۔ جعفریان، رسول، تاریخ خلفاء، از رحلت پیامبر تا زوال امویان جلد ۲ ص ۵۷۳ و ۵۷۴ ۔۔۔۔/
دینوری، ابن قتیبہ، عبداللہ بن مسلم، الامامۃ والسیاسۃ، جلد ا ص ۲۰۶ و ۲۰۷

xv۔ بلاذری، احمد بن یحییٰ، انساب الاشراف، ج ۴ ص ۳۱۔۔۔۔۔۔۔۔/
جعفریان، رسول، تاریخ خلفاء، از رحلت پیامبر تا زوال امویان، ج ۲ ص ۵۷۳ و ۵۷۴

xvi۔ وہ مال کہ جسے خلیفہ کی نسبت دی جاتی اور خلیفہ کا حق سمجھا جاتا

xvii۔ یعقوبی، الاحمد بن اسحاق، تاریخ یعقوبی، جلد ۲ ص ۲۵۰
دینوری، ابن قتیبہ، عبداللہ بن مسلم، الامامۃ والسیاسۃ، جلد ا ص ۲۰۶ و ۲۰۷

xviii۔ طبری، محمد بن جریر، تاریخ طبری، جلد ا ص ۳۶۸، بلاذری، احمد بن یحییٰ، انساب الاشراف جلد ۴ ص ۳۱

xix۔ المعارف، ۳۱۵۔۔۔۔۔۔۔۔۔و۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اخبار الطوال، ص ۲۶۴

xx۔ مسعودی، ابو الحسن علی بن الحسین، مروج الذہب جلد ۳ ص ۷۸

xxi۔ ابن اعثم کوفی، کتاب الفتوح، جلد ۵ ص ۱۵۶ و ۱۵۷

xxii۔ دینوری، ابن قتیبہ، عبداللہ بن مسلم، الامامۃ والسیاسۃ، جلد ا ص ۲۰۶ و ۲۰۷، طبری، محمد بن جریر، تاریخ طبری، جلد ۴ ص ۳۶۷

xxiii۔ ابن اعثم کوفی، کتاب الفتوح، جلد ۵ ص ۲۹۲ و ۲۹۳

xxiv۔ طبری، محمد بن جریر، تاریخ طبری جلد ۴ ص ۳۰۷، بلاذری، احمد بن یحییٰ، انساب الاشراف، ج ۴ ص ۳۲

xxv۔ بلاذری، احمد بن یحییٰ، انساب الاشراف، ج ۴ ص ۳۲

xxvi۔ طبری، محمد بن جریر، تاریخ طبری، جلد ۵ ص ۴۸۳/ یعقوبی، الاحمد بن اسحاق، تاریخ یعقوبی، جلد ۲ ص ۲۵۰

xxvii۔ دینوری، ابن قتیبہ، عبداللہ بن مسلم، الامامۃ والسیاسۃ، جلد ا ص ۲۱۰

xxviii۔ بلاذری، احمد بن یحییٰ، انساب الاشراف، ج ۴ ص ۳۷

xxix۔ ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، البدایۃ والنھایۃ، جلد ۸ ص ۲۳۹

xxx۔ دینوری، ابن قتیبہ، عبداللہ بن مسلم، الامامۃ والسیاسۃ، جلد ا ص ۲۱۱

xxxi۔ مسعودی، ابوالحسن علی بن الحسین، تنبیہ، ص ۳۰۵

xxxii۔ دینوری، ابن قتیبہ، عبداللہ بن مسلم، الامامۃ والسیاسۃ، جلد ا ص ۲۳۹

xxxiii۔ مسعودی، ابوالحسن علی بن الحسین، مروج الذھب جلد ۳ ص ۸۵

xxxiv۔ فسوی، یعقوب بن سفیان، المعرفۃ والتاریخ جلد ۳ ص ۳۲۵

xxxv۔ امامت و سیاست، فارسی ترجمہ، ص ۲۵۵

xxxvi۔ ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، البدایۃ والنھایۃ، جلد ۸ ص ۲۴۱

xxxvii۔ خلیفہ بن خیاط، ابو عمرو بن ابی ھبیرہ، تاریخ خلیفہ بن خیاط، قسم ا ص ۲۹۳ تا ۳۱۴

xxxviii۔ فاضل عبدالجبل الزاکی، واقع حرہ ص ۳۴۶ تا ۳۵۵

xxxix۔ سیر اعلام النبلاء، جلد ۴ ص ۲۲۸

xl۔ ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، البدایۃ والنھایۃ، جلد ۸ ص ۲۴۱

xli۔ ایضاً

xlii۔ دینوری، احمد بن داوود، الاخبار الطوال ص ۲۶۷/ بلاذری، احمد بن یحییٰ، انساب الاشراف، جلد ۴ قسم ۲ ص ۴۰ تا ۴۲

xliii۔ دینوری، احمد بن داوود، الاخبار الطوال ص ۲۶۷/ بلاذری، احمد بن یحییٰ، انساب الاشراف جلد ۴ ص ۴۲

xliv۔ "خندف" الیاس بن مضر بن نزار کی ہمسر لیلا بن حلوان کا لقب ہے۔ تاریخ میں الیس کے فرزندان کو خندف کے نام سے شہرت ملی ہے۔ نیز یزید کا شجرہ بھی ان سے جاملتا ہے۔ تاریخ طبری، جلد ا ص ۲۴ و ۲۵

xlv۔ ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، البدایۃ والنھایۃ، جلد ۸ ص ۲۴۳

xlvi۔ طبری، محمد بن جریر، تاریخ طبری، جلد ۴ ص ۳۷۸

xlvii۔ مسعودی، ابوالحسن علی بن الحسین، التنبہ ص ۲۶۴

xlviii۔ نہج البلاغہ، حکمت نمبر ا

xlix۔ / فسوی، یعقوب بن سفیان، المعرفۃ والتاریخ، جلد ۳ ص ۳۲۷/ بحار الانوار جلد ۱۸ ص ۱۲۵

l۔ نساء: ۹۳